انکم ٹیکس قوانین میں تبدیلیاں فنانس بل 2016ء

خواجہ ریاض حسین

ایڈووکیٹ ہائیکورٹ

محمد آصف خان ایڈووکیٹ

خواجہ ریاض لاء ایسوسی ایٹس

انکم ٹیکس۔ سیلز ٹیکس ایڈوائزرز

حیدر چیمبرز، 2/7، لنک فرید کورٹ روڈ لاہور

فون:- 37231491-37173411

موبائل: 0300-9481413

E-mails: ititclub@yahoo.com,

khwajariazlawassociates@gmail.com

Note: This booklet is for ordinary information to our clients only.

کمپوزر: پرل کمپوزنگ سنٹر، پہلی منزل، بلاک نمبر 22، میاں چیمبرز، 3۔ ٹمپل روڈ، لاہور۔ فون: 36306265

انکم ٹیکس قوانین میں تبدیلیاں ــــــ فنانس بل 2016ء

انکم ٹیکس:

انسان کے معاشرتی ارتقاء کے بعد سب سے پہلے انسانوں کا آپس میں معاشرتی تعلق پیدا ہوا۔ اس معاشرتی تعلق کو مضبوط، دیرپا اور پائیدار کرنے کے لئے وقت کے ساتھ ساتھ معاشرہ تشکیل ہوا۔ معاشرے کی تشکیل میں جہاں مذہب اور عقائد نے ایک اہم کردار ادا کیا۔ وہیں معاشرے میں اجتماعیت، احتساب، فرائض اور حقوق کو طے کرنے کے لئے معاشرتی معاملات درپیش آئے۔ جس کے لئے معاشرے کے لوگوں سے مالی contribution لی گئی، جس طرح شروع میں معاشرہ، پھر گروہ، قصبہ، شہر اور ملکوں کی صورت اختیار کر گیا اسی طرح معاشرے کی فلاح، مضبوطی اور پائیداری کیلئے معاشی contribution مال واسباب، نقد رقوم، سروسز کی شکل وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتی گئی۔ پہلے contribution رضاکارانہ تھی جبکہ بعض مذاہب نے اسے فرائض کی شکل دے دی مثال کے طور پر مذہب اسلام نے اس کو زکوۃ، جذیہ وغیرہ کی شکل دے دی۔ معاشرے کی تشکیل اور civilization کے لئے ٹیکس یا contribution ایک جز ولاینفق ہے یعنی صرف مذہب کے نام پر اکٹھا ہو جانا صرف وقتی ہوسکتا ہے۔ یہ مالی مفادات ہی ہیں جو مسلمان ممالک کے درمیان بھی سرحدوں کی لکیر کھینچے ہوتے ہیں۔ آج ملکوں کے درمیان معاملات اور تعلقات صرف مذہب ہی نہیں بلکہ مشترکہ مالی مفادات کی بناء پر طے ہوتے ہیں۔ جیسا انڈیا جیسے بت پرست ملک کا ایران، قطر، سعودی عرب اور پاکستان جیسے اسلامی ملک، بدھ مت کے ماننے والے چائنہ سے معاہدات۔

ٹیکس کے لئے چند مشہور معقولات یہ ہیں:

Tax is the cost of civilization

ٹیکس ہم دیتے نہیں وہ لے لیتے ہیں

The hardest thing in the world is to understand the income tax

ٹیکس Collect کرنے کے بعد یہ رقومات واپس ان ہی لوگوں پر خرچ کرنا ضروری ہوتا ہے جن سے یہ رقومات contribution کی صورت میں وصول کی جاتی ہوں۔ ٹیکس اکٹھا ہونے سے معاشرے میں سب سے پہلی چیز جو پیدا ہوتی ہے وہ اجتماعیت Collectiveness ہے یعنی ٹیکس دینے والوں کے مفادات مشترکہ ہو جاتے ہیں اور وہ معاشرے سے وابستہ افراد کی لڑی میں پروئے جاتے ہیں۔ ٹیکس کے اکٹھا ہونے کے بعد اگلا مرحلہ اس ٹیکس کو استعمال کرنے کا ہے۔ جس کے لئے کسی دستور، آئین، فارمولا rules of business کی ضرورت پیش آتی ہے یعنی جمہوری حکومت میں یہ پیسہ جو کہ عوام سے حاصل ہوتا ہے ان کو عوام کے منتخب نمائندے اور حکومت مختلف فلاحی کاموں میں اور اداروں کے ذریعے استعمال کرتے ہیں لیکن ان کی تفصیلات کبھی بھی عوام تک نہیں پہنچتی حالانکہ یہ رقوم عوام سے ٹیکس کی صورت میں حاصل کی گئی ہیں اور یہ رقم کسی کی ذاتی نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی بھی شخص اس کو اپنی مرضی کے مطابق خرچ کرسکتا ہے اور اگر یہی پیسہ روپیہ آئین و دستور اور rules کے مطابق استعمال نہ کیا جائے تو اس کو عام

مفہوم میں ڈکیتی کہتے ہیں یعنی کسی کا پیسہ اس کی مرضی کے بغیر استعمال کرنا قومی ٹیکس رقوم کا غلط اور ذاتی استعمال کرپشن کہلاتا ہے اور اس کے لئے NAB اور FIA جیسے ادارے موجود ہیں۔ چنانچہ ٹیکس اکٹھا اور خرچ کرنے کے بعد معاشرے میں احتساب کا کام آتا ہے جس معاشرے میں احتساب کا عمل باقاعدگی سے شروع ہوجائے تو وہاں پر قومی ٹیکس کا پیسہ انتہائی احتیاط سے اور rules of business کے مطابق خرچ کیا جاتا ہے۔ حکمران، بیوروکریٹ اور ادارے اربوں خرچ کرکے اخراجات کا آڈٹ کروانے کے پابند ہوتے ہیں۔ اب ہم یہ دیکھتے ہیں جن ملکوں میں ٹیکس اکٹھا کرنے کے بعد پالیسیز کے تحت خرچ کرنے اور پھر اس کا احتساب کروانے کی روایت پڑ چکی ہے۔ وہ ممالک ترقی یافتہ ممالک کہلواتے ہیں جیسا کہ یورپی ممالک۔ اب ہم یہ دیکھتے ہیں کیا ہمارے ملک میں ٹیکس کی وصولی کا طریقہ کار مضبوط و مربوط اور خامیوں سے پاک ہے۔ کیا ہم غلط یا درست جتنا بھی ٹیکس وصول کرتے ہیں وہ کیا ہم عوام پر خرچ کرتے ہیں اور خرچ کرتے وقت ان کی فلاح و بہبود کا خیال رکھتے ہیں یا پھر ڈکیتی کرتے ہیں۔ اگر ٹھیک طرح سے ٹیکس کی رقم خرچ نہیں ہوئی ہو تو کیا اس کا احتساب ہوا اور ملوث افراد کے خلاف تادیبی کارروائی کرتے ہوئے ان کو نوکری اور عہدوں سے برخاست کیا گیا یا اس کی مثال آج ایسے ہی ہے جیسے پنجاب گورنمنٹ نے کئی ارب روپے میٹرو بس سسٹم پر لگائے۔ آئین و دستور میں اس کا کونسا priority نمبر ہے جن حکمرانوں اور بیوروکریٹ نے اربوں روپے خرچ کئے (اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عوام کے لئے کیے گئے) کیا ان حضرات نے اتنے بڑے خرچے کی کسی بھی پارلیمنٹ سے اپروول لی۔ کیا یہ خرچہ آئین اور دستور کے مطابق تھا اگر نہیں تو یہ کھلم کھلا ڈکیتی ہے۔

بجٹ:

جس طرح کسی بھی گھر یا ادارے کو چلانے کے لئے روپے پیسے کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ملک وقوم کو چلانے کے لیے روپے (tax) کی ضرورت ہوتی ہے۔ جمہوریت کا عام فہم ترجمہ یہ ہے کہ عوام کی حکومت عوام پر اور عوام کے ذریعے اسی طرح ٹیکس کا عام مفہوم ہے قوم کا پیسہ قوم سے قوم کے لیے۔ عوام کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ ان کو بتایا جائے کہ جو رقم ٹیکس کے ذریعے لی جارہی ہے وہ کہاں اور کن کاموں پر خرچ ہو رہی ہے۔ ملک میں دو بڑے سیکٹر ہیں جو کہ ریونیو جنریٹ کرتے ہیں ایک agriculture اور دوسرا nonagriculture۔ تجارتی و صنعتی، اس پر سیل ٹیکس، انکم ٹیکس اور فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی وغیرہ لگائی جاتی ہے اور یہ ٹیکس کس طرح لگائے جاتے ہیں کہ ہمارے سیکرٹریز ایئر کنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر ٹیکس سے متعلق قوانین تیار کر کے پاس کروانے کے لئے قومی اسمبلی میں بھجواتے ہیں جہاں پر 400 سے 500 تک ایوان زریں اور ایوان بالا میں بیٹھے منتخب عوامی نمائندے جن کو ٹیکس کے قوانین کے بارے میں (Basic) علم تک نہیں ہوتا ان کو interpretation, implementation جیسے الفاظ سے متعلق آگہی نہیں ہوتی وہ صرف ہاتھ کھڑا کر کے بجٹ پاس کرتے ہیں تاریخ نے ثابت کیا ہے کہ کبھی کسی ارکان اسمبلی نے یہ نہیں پوچھا کہ جو ٹیکس کسی ٹیکس گزار پر لگایا جارہا ہے کہ آیا وہ اس کا بوجھ بھی اٹھا سکتا ہے کہ نہیں اور اس کو کتنا ٹیکس لگانا چاہیے۔ ٹیکس سے پہلے نہ کوئی سمری، نہ کوئی meeting نہ ہی کوئی debate ہوتی ہے۔ یہ ایک چھپا چھپی کا کھیل ہے جو کہ ٹیکس گزاروں اور وصول کرنے والوں کے درمیان سالہا سال سے کھیلا جارہا ہے۔ اصولی طور پر کسی سال کا ٹیکس، بجٹ بنانے کے لئے قوانین میں تبدیلی سے پہلے stakeholders کو اعتماد میں لینا چاہیے اور اس پر باقاعدہ debate ہونی چاہیے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ کسی بھی خاص نوعیت کے کاروبار پر اس قدر ٹیکس لگا دیا جاتا ہے کہ جو کہ برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ وجہ یہ ہے کہ کسی بھی کاروبار میں ٹیکس لگانے سے پہلے اس کی وجہ (reason) بتائی جائے کہ اس کاروبار میں کتنی آمدن ہے اور یہ کاروبار

کس قدر ٹیکس برداشت کرسکتا ہے؟ اس کا کتنا تناسب ہونا چاہیے اور اس reason کو فنانس بل میں لازمی شامل کیا جانا چاہیے مگر صد افسوس کہ اسمبلیوں میں بیٹھے لوگ عموماً ٹیکس قوانین سے نہ بلد ہیں اور ان کو یہ بھی علم نہیں کہ کون سے کاروبار میں کس تناسب سے بچت ہوتی ہے اور اس کا کتنا ٹرن اوور ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود ہاتھ کھڑا کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں جبکہ اس کے برعکس US کانگرس کے ارکان کسی بھی مالیاتی بل کے پیش ہونے پر خوب تیاری کرتے ہیں اور بجٹ میٹنگ میں آنے سے پہلے دن رات محنت کرتے ہیں statistics جمع کرتے ہیں لیکن اگر اسمبلی میں بیٹھے ہوئے افراد ہی مالیاتی قوانین سے نابلد ہوں گے تو ملک کس طرح ترقی کرسکتا ہے۔ اگر کسی وجہ سے زیادہ تعلیم یافتہ شخص عوامی نمائندہ بن بھی گیا ہے تو حکومت کو اس پرزے کو کام میں لانے کے لئے tax سے متعلق capacity building کرنی چاہیے اس کو ٹریننگ دینی چاہیے۔

Loan or interest

ہم نے بجٹ میں دیکھا کہ اس سال وزیر خزانہ نے سینکڑوں ارب روپے اندرون و بیرون لئے گئے قرضے کے سود کی ادائیگی کے لئے مختص کئے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ گورنمنٹ نے ٹوٹل بجٹ کا تقریباً 30 فیصد سود قرضوں کی واپسی پر ادا کیا۔

ہم قرض کیوں لیتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر مالی طور پر مشکلات میں گھر گئے ہیں، جس کے لئے آپ کو فوری عارضی طور پر قرضہ کی ضرورت ہے۔ دوسری صورت میں آپ کو کاروبار بڑھانے کے لیے یا پھر نیا کاروبار کرنے کے لئے رقم کی ضرورت ہے، نئے کاروبار کرنے کی صورت میں قرضہ کی وصولی کے ذریعے فنڈز کی availability سے حاصل کردہ آمدن اس قدر زیادہ ہوگی کہ نہ صرف ہم قرض بمعہ سود واپس کرسکیں گے بلکہ سود کے علاوہ ذاتی منافع بھی حاصل کرسکیں گے۔

یہ بالکل اسی طرح ہے کہ ایک فیکٹری کا مالک جس کے پاس 1000 ملازم ہیں اور ایک ارب روپے کی انویسٹمنٹ ہے اور مالک اس کو بڑھانے کے لئے مزید ایک ارب قرضہ لینا چاہتا ہے تو وہ بینکر کے پاس ایک فیزیبلٹی رپورٹ بنا کر لے جائے گا کہ جس نئی رقم سے وہ کاروبار کرے گا اس میں کتنا منافع ہوگا اور کب سے شروع ہوگا اور اگر نقصان ہوا تو اس کا کتنا تناسب ہوگا۔ عمومی طور پر اس رپورٹ میں expected منافع سود کی ادائیگی کی تمام تفصیلات ہوں گی۔ تب ہی بنک، انتظامیہ، بورڈ آف ڈائریکٹرز، یا لون سینکشن کمیٹی اس کی منظوری دے گی۔

پاکستان ایک محتاط اندازے کے مطابق اندرون و بیرون ملک 80 بلین ڈالرز کا قرضدار ہے۔ ہماری سود کی رقم تقریباً 1280 ارب روپے ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہماری آمدنی 2500 ارب روپے صرف قرضہ کی رقم کی وجہ سے ہو تبھی قرض دینے اور لینے والے کو قرض سے فائدہ ہوگا۔

اس بحث کا ایک مطلب یہ بھی نکلتا ہے کہ درحقیقت ان قرضوں نے پاکستان کی معیشت، ریونیو میں ایک پائی کی بھی بڑھوتری نہیں کی بلکہ الٹا یہ قرضہ جات دراصل ہمارے لئے اور ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بڑی سازش کے ذریعے مستقل ساہوکارانہ نظام کے تحت مستقل معاشی پابندی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ 1947 سے جتنے قرضہ جات لئے گئے ہیں اور جن پراجیکٹس کے لئے گئے ہیں انتہائی ماہر لوگوں کے ذریعے ان کا آڈٹ کروایا جائے جس میں منصوبوں کی تکمیل، فنڈز کا استعمال، ان منصوبوں سے حاصل شدہ آمدنی اور ان منصوبوں سے عوامی فلاح اور منی لینڈرز کو سود کی مکمل رپورٹ عوام کے سامنے پیش کی جائے تاکہ معلوم ہوسکے کہ کس طرح عوام کے خون پسینے کی کمائی سینکڑوں، اربوں روپے کس طرح نام نہاد منی لینڈرز (IMF, WORLD BANK) کو دی جاچکی ہے اور اگر اس رپورٹ میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان منصوبوں سے عوام کو فلاح

اور سہولت ملی ہے تو پھر اچھی بات ہے لیکن اگر اس رپورٹ میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان منصوبوں سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ صرف ایک مربوط سازش کے ذریعے نام نہاد ٹیکس لگا کر عوام کو بیوقوف بنایا گیا ہے تو ایسے تمام اشخاص جو ان منصوبوں میں بالواسطہ یا بلاواسطہ ملوث ہیں چاہے وہ سیاست دان ہوں، یا بیوروکریٹس۔ ان افراد کو اختیارات سے تجاوز کرنے اور کرپشن کرنے پر ایسی سخت سزائیں دی جائیں جس سے سبق آموز مثال قائم ہو جائے اور کوئی بھی قرضہ لینے سے پہلے عوام کو دکھانے لے لئے ایک مکمل فزیبیلٹی رپورٹ بنائی جائے۔ اور میٹرو/اورنج ٹرین جیسے منصوبے عوام کے خون پسینے کی کمائی سے نہیں بلکہ حکومت کے بڑے بڑے پراجیکٹس سے حاصل ہونے والی آمدنی سے بنانے چاہئیں۔ جہاں تک عوام کیلئے وسائل کی دستیابی کی بات ہے تو اتنا ہی کہنا کافی ہوگا اپنے پاؤں دیکھ چادر پھیلانی چاہیے یعنی اخراجات اپنی آمدنی تک محدود رکھیں جائیں۔ آمدنی بڑھ جائے تو وسائل بھی بڑھ جائیں گے۔ پھر اس طرح کے چونچلے کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ بہترین میزانیہ وہ ہوتا ہے کہ جس میں عوام سے پیسہ، عوام کے ذریعے باسہولت وصول کیا جائے اور احسن طریقے سے واپس ان پر خرچ کیا جائے بلکہ ان پیسوں سے ایسے پراجیکٹس لگائے جائیں جس سے آمدنی میں مزید اضافہ ہو سکے۔

فوج کا بجٹ میں حصہ:

اس میں کوئی شک نہیں ہماری فوج پاکستان کی نظریاتی اور ملکی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے۔ فوج کے لئے اس سال بجٹ میں ایک بڑا حصہ ہے۔ ہمارے برصغیر کی تقسیم ہمیں یہ سمجھاتی ہے کہ ہماری سرحدیں جو کہ ہزاروں کلومیٹر تک ہیں، ہمارے دشمن ملک کے ساتھ جڑی ہوئی ہیں۔ ہمارا دشمن ملک بھارت ایک انتہائی عیار، کینہ پرور، شاطر اور بغض سے بھرا ہوا ملک ہے۔ (عوام نہیں، صرف حکومت Establishment) تاریخ نے ثابت کیا ہے کہ اس ازلی دشمن نے ہمارا جینا دوبھر کیا ہوا ہے اور ہمارے ملک کا سکون برباد کیا ہوا ہے۔ اشخاص، صوبوں اور پارٹیوں کو آپس میں لڑانے سے کبھی بھی گریز نہیں کیا اور پاکستان کا امیج دنیا بھر میں خراب کرنے کے لئے سفارتی کوششیں بھی کیں۔ اس ملک کی وجہ سے مجبوراً جہادی تنظیمیں اور طالبان کو فروغ ملا۔ ہمارا اپنا اخوت، مہمان نوازی اور علاقائی کلچر اس گندے اور عیار دشمن کی سازشوں کی بھینٹ چڑھ گیا۔ جس نے صرف ہماری عوام کو ہی نہیں بلکہ جنگی جنون سے اپنے تقریباً سوا ارب معصوم عوام کے دلوں میں بھی زہر بھر دیا۔ فی الوقت ہماری افواج اس دشمن سے نبرد آزما ہے۔ عوام کے غیر تعلیم یافتہ ہونے اور نااہل حکمرانوں کی وجہ سے عوام / قوم uplift نہیں ہو سکی اور دنیا کی تیز رفتار معیشتوں میں شامل نہیں ہو سکی۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنی افواج کو خاطر خواہ سپورٹ نہیں کر سکے۔ جس کی وہ حق دار ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے بجٹ کا بڑا حصہ فوج پر خرچ ہوتا ہے جو کہ معاشی بوجھ ہے جو کہ کسی حد تک ناقابل برداشت ہے مگر ملک کی حفاظت کیلئے یہ کچھ بھی نہیں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی سمجھنا ہوگا کہ ہمارے فوجی اخراجات کم ہو جائیں وہ اس صورت میں ہوگا کہ سرحدوں پر امن قائم ہو جائے اور پاک و ہند کی دیرینہ تقسیم settle ہو جائے یعنی کشمیر پاکستان کا حصہ بنے اور خالصتان کے ذریعے انڈیا پاکستان کے درمیان بفرزون پیدا ہو جائے تو اربوں روپے اپنی عوام کی فلاح کے لئے استعمال ہو سکتے ہیں۔ امن کی صورت میں اس خطہ سے یقیناً امریکا جیسا ملک اتنا پیسہ کمائے گا جتنا وہ انڈیا کو اسلحہ بیچ کر کما رہا ہے۔ جنگ اصل میں آمدنی گھٹانے کا ذریعہ ہے۔

آپ سوچ سکتے ہیں کہ اگر PSDP کے لیے فوجی اخراجات اور سود کی ادائیگی کے اربوں روپے بچ جائیں تو تقریباً 2000 ارب روپے مزید میسر ہوں گے اور میزانیہ میں اتنی بڑی دولت سے فرق پڑے گا۔ ترقی کی رفتار مزید بہتر ہوگی۔ کیا آپ کو نہیں لگتا کہ اس صورت میں اگلے

چند سالوں میں ایک بہت بڑی معاشی قوت ابھر سکتی ہے مگر سازشی عناصر ایسا نہ ہونے دیں گے۔ وقت اور حالات نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ دنیا میں جن ممالک نے اپنے معاشی معاملات کو نظم وضبط، احتساب اور دستوری ڈھانچے کے ذریعے استوار کیا وہ ملک بہت جلد ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل ہو گئے۔ ایک سازش کے تحت پاکستان کے کلچر کو دبانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آج کل نیوز چینلز کی بھرمار تو ضرور ہے لیکن ان کا فارمیٹ (مقاصد) ہی کچھ اور ہیں۔ جو نیوز چینلز ہیں وہ صرف ٹینشن کا باعث ہیں اور اگر انٹرٹینمنٹ چینل ہیں تو 2 لڑکیاں ایک لڑکا یا پھر ایک لڑکی اور دو لڑکے طرز پر پروگرام ہو رہے ہیں جبکہ جو ممالک معاشی اور معاشرتی طور پر مضبوط ہو رہے ہیں ان کے موضوعات یہ نہیں ہوتے۔ کرپشن، ٹیکس اکٹھا نہ ہونا اور اگر اکٹھا ہوا تو اس کا غلط استعمال ڈکیتی کے زمرے میں آتا ہے۔ اور دوسری طرف ٹیکس قوانین کی بھرمار، مینوفیکچرنگ اداروں پر 25 قسم کے ٹیکس ہیں۔ ٹیکس کا کتابوں، کتابچوں SRO's کا ماہانہ یا ہفتہ وار اور روزانہ کی بنیاد پر اجراء اب بند ہونا چاہیے۔ عام لوگوں کے ساتھ ٹیکس expert تک ٹامک ٹوئیاں مارتے نظر آتے ہیں۔

ابھی ایک قانون کی تشریح مکمل ہی نہیں ہوتی کہ دوسرا قانون آ جاتا ہے۔ ٹیکس قوانین میں تبدیلیاں کر کے ان کو آسان بنانے کی بجائے بہت مشکل بنا دیا گیا ہے۔ مگر پورے پاکستان میں ایک بھی ایسا الیکٹرونک میڈیا نہیں جو یہ سب دکھا سکے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ بے شمار نیوز چینل اور انٹرٹینمنٹ چینل کے ساتھ ساتھ ٹیکس کلچر کے فروغ کے لیے ٹیکس کے حوالے سے پروگرامز ہونے چاہیے۔ FBR ایک ایسا چینل لانچ کرے جس میں ٹیکس قوانین، ٹیکس Experts کی رائے، جن افراد کو ٹیکس کے حوالے سے متعلق معلومات چاہیے، ٹیکس کے متعلق راہنمائی، مباحثے، عدالتوں کے ذریعے ٹیکس قوانین کی تشریح نشر ہو سکے۔ جیسے موضوعات کے پروگرامز ہونے چاہیے جو دن رات 24 گھنٹے چلتے رہیں۔ فی الوقت المیہ یہ ہے کہ اربوں روپے کی لاگت سے انویسٹمنٹ کرنے والا شخص یہی نہیں جانتا کہ جو کاروبار وہ کرنے جا رہا ہے اس پر کتنی قسم کے ٹیکس ہیں اور کون کون سی ذمہ داریاں ریاست کی طرف سے عائد ہوتی ہیں۔ اگر ان سب باتوں کو واضح طور پر چینل سے براہ راست دکھایا جائے تو یہ آگاہی کے ساتھ ساتھ ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کرے گا۔

FBR یونیورسٹی کا قیام:

کروڑوں اربوں روپے کا بزنس کرنیوالے بزنس مالکان کروڑوں روپے کے ٹیکس دہندگان، وکلا اور پروفیشنلز ملکی ٹیکس قوانین سے 100 فیصد بہرہ مند نہیں۔ جس کی وجہ سے ٹیکس کلچر پیدا نہیں ہو رہا اور زیادہ تر عوام کو ٹیکس ذمہ داریاں پوری کرنے میں دشواری کا سامنا ہے۔ اس کے علاوہ Appointed آفیسرز، سٹاف، کلیریکل وغیرہ افراد ٹیکس قوانین سے پوری طرح آشنا نہیں ہیں۔ عام طور پر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بزنس مین پڑھا لکھا تو ضرور ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود ٹیکس قوانین سے بالکل بھی آگاہی نہیں ہوتی۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ بزنس شروع کرنے سے پہلے ٹیکس قوانین کے متعلق آگاہی ضروری ہونی چاہیے۔ جس کے لئے یونیورسٹی کا قیام ہونا چاہیے جس میں ٹیکس کے متعلق تمام کورسز کروائیں جائیں، ٹیکس Experts سے اور سینئر وکلاء حضرات سے لیکچر دلوائے جائیں۔ اس کے علاوہ ملکی وغیر ملکی جیسا کہ امریکہ، برطانیہ، جرمنی، ہالینڈ، آسٹریلیا، انڈونیشیا اور مربوط معیشتوں والے ملکوں کے ٹیکس قوانین پڑھائے جائیں اور ان کو سمجھایا جا سکے۔

انکم ٹیکس قانون میں تبدیلیاں

فنانس بل 2016

Proposed Amendments in Income Tax Ordinance 2001

Client کی عمومی معلومات کے لئے

ہر سال وفاقی حکومت ٹیکس قوانین میں بذریعہ بجٹ جسے فنانس بل اور پارلیمنٹ سے پاس ہونے کے بعد فنانس ایکٹ (Finance Act) کہتے ہیں۔تبدیلی کرتی ہے۔ پارلیمنٹ سے مراد قومی اسمبلی اور صدر مملکت ہے۔جن کی منظوری اور دستخط کے بغیر کوئی بھی فنانس بل، فنانس ایکٹ نہیں بن سکتا۔ مالی بل (Financial Bill) عموماً جولائی سے لاگو ہوتا ہے۔سوائے چند ضروری ترامیم کے جو کہ بجٹ پیش کرنے کے دن سے ہی under Declaration of the Provisions of Taxes Act 1931 لاگو ہو جاتا ہے۔اس سال ایسی کوئی بھی ترمیم بجٹ پیش کئے جانے کے دن سے نہیں بلکہ یکم جولائی 2016ء سے ہی لاگو ہوں گی۔

اس سال وفاقی انکم ٹیکس قانون میں درج ذیل ترامیم پارلیمنٹ میں منظوری کیلئے پیش کی گئی ہیں:

1۔ عارضی بے گھر افراد کی بحالی کے لئے سپر ٹیکس

Section 4B: Division IIA of Part I, Ist Schedule

پچھلے سال آپریشن ضرب عضب کی وجہ سے عارضی طور پر بے گھر افراد کی بحالی کے لئے بنکوں کی آمدن پر 4% اور دوسرے ٹیکس گزاروں کی آمدن (اگر چہ 50 کروڑ سے زیادہ ہو) پر 3% ٹیکس لگایا گیا تھا جو کہ نئی دفعہ 4B میں دیئے گئے معاملات کے مطابق تھی اور یہ ٹیکس صرف 2015 کے لئے تھا۔ اب اس کو 2015 سے 2016 تک بڑھا دیا گیا ہے جبکہ اس سال کی انکم کے خلاف سابقہ نقصانات اور گھسائی (Depriciation) کی ایڈجسٹمنٹ نہ کی جاسکے گی۔

2۔ ڈویلپرز اور بلڈرز پر نیا ٹیکس

New Section 7C & 7D : Division VIII A & VIII B Part-I

پچھلے چند سالوں میں ہمارے ملک میں پراپرٹی کا کاروبار کافی بڑھ گیا ہے۔شہر بڑے ہو گئے اور مضافات شہروں میں ایڈجسٹ ہو گئے۔ زمینوں، پلاٹوں اور گھروں وغیرہ کی قیمت کئی گنا بڑھ گئی۔ اخبارات، اشتہارات برائے فروخت، جائیداد اور نئی سوسائیٹیوں سے بھر گئے۔ بڑے بڑے بزنس مین پراپرٹی کے کاروبار میں جت گئے۔ جبکہ مینوفیکچرنگ کا کاروبار مندی کا شکار ہوا جس کی مین وجہ مینوفیکچرنگ پر بے شمار غیر مناسب، غیر حقیقت پسندانہ اور غیر منصفانہ ٹیکس ہیں۔نئی دفعات 7C اور 7D کے ذریعے تجویز کیا گیا ہے کہ زمینوں کی ڈویلپمنٹ اور عمارات کو build کرنے کے کاروبار پر درج ذیل ریٹس پر ٹیکس لاگو کیا جائے۔

"Division VIIIA

TAX ON BUILDERS

The rate of tax under section 7C shall be as follows:

(A) Karachi, Lahore and Islamabad		(B) Hyderabad, Sukkur, Multan, Faisalabad, Rawalpindi, Gujranwala, Sahiwal, Peshawar, Mardan, Abbottabad, Quetta		(C) Urban Areas not specified in A and B	
For Commercial buildings					
Rs. 210/ Sq. Ft.		Rs. 210/ Sq. Ft		Rs,. 210/ Sq. Ft	
For residential buidlings					
Area in Sq. ft.	Rate/ Sq. Ft	Area in Sq. Ft.	Rate/Sq. Ft.	Area in Sq. Ft.	Rate / Sq.ft.
Upto 750	Rs. 20	Upto 750	Rs. 15	Upto 750	Rs. 10
751 to 1500	Rs. 40	751 to 1500	Rs. 35	751 to 1500	Rs. 25
1501 & more	Rs. 70	1501 and more	Rs. 55	1501 and more	Rs. 35

Division VIIIB

TAX ON DEVELOPERS

The rate of tax under section 7D shall be as follows:

(A) Karachi, Lahore and Islamabad		(B) Hyderabad, Sukkur, Multan, Faisalabad, Rawalpindi, Gujranwala, Sahiwal, Peshawar, Mardan, Abbottabad, Quetta		(C) Urban Areas not specified in A and B	
For Commercial Plots					
Rs. 210/ Sq. Yd.		Rs. 210/ Sq.Yd.		Rs,. 210/ Sq. Yd.	
For residential Plots					
Area in Sq. Yd.	Rate/ Sq.Yd.	Area in Sq. Yd.	Rate/Sq. Yd.	Area in Sq. Yd.	Rate / Sq.Yd..
Upto 120	Rs. 20	Upto 120	Rs. 15	Upto 120	Rs. 10
121 to 200	Rs. 40	121 to 200	Rs. 35	121 to 200	Rs. 25
201 & more	Rs. 70	201 and more	Rs. 55	201 and more	Rs. 35

اس ٹیکس کی وصولی کا طریقہ کار ابھی FBR کی طرف سے وضع کیا جائے گا۔ یہ ٹیکس دوسرے ٹیکسوں کی طرح فائنل ٹیکس ہوگا جو کہ آمدن کی بجائے رقبہ کی تیاری یا فروخت پر لگے گا اس طرح ڈویلپر یا بلڈر اپنی جیب سے ایک روپیہ بھی ٹیکس ادا نہ کرے گا۔(No Direct tax) بلکہ وہ اپنی کاورباری لاگت میں اتنا ہی ٹیکس شامل کر کے خریدار سے وصول کرے گا۔ اس جیسے بیشمار Indirect tax سے معاشرہ بے تحاشہ مہنگائی کا شکار ہے۔ مزید مہنگائی بڑھے گی۔ حکومت کی بلا سے!

3۔ کرایہ کی آمدنی پر نئی شرح ٹیکس

Section 15, 15A, Division V 1st Schedule

پچھلے دو ایک سال سے کرایہ آمدن جس کو فائنل ٹیکس سے نکال کر دوبارہ دوسرے ذرائع آمدن میں جمع کر کے خالص آمدن کی بنیاد پر ٹیکس لگایا جا رہا تھا۔ اب تجویز ہے کہ نئی دفعہ (6)15 کے تحت ڈویژن V کو تبدیل کر کے کرایہ پر ٹیکس کو نئی شرح سے Seperate Block of Income کی بنیاد پر کرایہ کی آمدن کو بغیر اخراجات منہا کئے گراس رینٹل ویلیو(Gross Rental Value) پر ٹیکس وصول کر لیا جائے جبکہ افراد اور (AOP) کو دو لاکھ روپے انکم پر 0% (Zero persent) ٹیکس ہوگا بشرطیکہ ان کی کرایہ کے علاوہ مزید کوئی ذریعہ آمدنی نہ ہو۔ یہ شرح ٹیکس مندرجہ ذیل ہے.

"Division VIA

INCOME FROM PROPERTY

Sr. No.	**Gross Amount of Rent**	**Rate of Tax**
(1)	(2)	(3)
1.	Where the gross amount of rent does not exceed Rs. 200,000	Nil
2.	Where the gross amount of rent exceeds Rs. 200,000 but does not exceed Rs. 600,000.	5 per cent of the gross amount exceeding Rs. 200,000.
3.	Where the gross amount of rent exceeds Rs. 600,000 but does not exceed Rs. 1,000.000	Rs. 20,000 plus 10 per cent of the gross amount exceeding Rs. 600,000.
4.	Where the gross amount of rent exceeds Rs. 1,000,000 but does not exceed Rs. 2,000.000	Rs. 60,000 plus 15 per cent of the gross amount exceeding Rs. 1,000,000.
5.	Where the gross amount of rent exceed Rs. 2,000,000.	Rs. 210,000 plus 20 per cent of the gross amount excedding Rs. 2,000.000".

یہ مجوزہ تبدیلی صرف افراد اور فرموں کے لئے ہے مگر ایسا کرنے سے پہلے دفعہ 15 کے سیکشن (1) میں لفظ (Person) کو تبدیل نہیں کیا گیا جو کہ غالباً ایک تکنیکی غلطی ہے۔ دفعہ 15A میں لفظ (Person) کو لفظ company سے تبدیل کرنے سے شائد مسئلہ حل نہ ہو کیونکہ یہ دفعہ انکم کی computation سے متعلق ہے، نہ کہ tax chargeability سے متعلق۔

4۔ مختلف اخراجات پر ٹیکس کٹوتی نہ کرنے پر اخراجات کا مسترد ہونا Section 21(c)

کاروبار سے متعلق آمدن کی Computation کرتے وقت جن اخراجات یا Deductions کو آپ کی Receipt یا فروخت میں سے منہا کیا جاتا ہے۔ ان کا ذکر دفعہ 20 میں مفصل ہے۔ مگر وہ اخراجات جو بظاہر تو بالکل جینون اور صحیح ہیں مگر ان اخراجات کا ٹیکس محکمہ سے منظور کیا جانا مشروط ہے ان کا ذکر تفصیل کے ساتھ دفعہ 21 میں ہے۔ یہ دفعات انتہائی penal، ظالمانہ اور ناپسندیدہ ہیں اور کرپٹ معاشرہ کی عکاس ہیں۔ جہاں پر ٹیکس گزار قریباً قریباً ٹیکس چور گردانا جاتا ہے۔ جیسا کہ مختلف اخراجات کا ہر صورت بذریعہ چیک یا کراس بینکنگ چینل ادائیگی یا جیسا کہ تنخواہ، کرایہ، کمیشن، سرمایہ کاری پر منافع کی ادائیگی اور غیر رہائشی عناصر کو خدمات کی ادائیگی پر ٹیکس کی ایڈوانس کٹوتی ان اخراجات کے کاروباری آمدن کے خلاف بطور خرچہ جائز قرار پانے کی شرط ہے۔ یعنی اگر آپ یہ اخراجات حقیقتاً کریں اور اس کا آپ کے ثبوت بھی ہو مگر اگر آپ نے یہ اخراجات بذریعہ بنکنگ چینل نہیں کئے اور ادائیگی کرتے وقت دوسرے اشخاص کا ایڈونس ٹیکس کاٹ کر FBR کو خزانہ میں جمع کروا کر دفعہ 149 اور دفعہ 165 کے تحت ہر ماہ کی سٹیٹمنٹ آف ٹیکس ڈیڈکشن میں نہیں ڈالا ہو نہ صرف آپ کے یہ حقیقی اخراجات جو کہ کاروباری آمدن کو کمانے کے لئے کئے گئے مسترد کر کے نہ صرف ان اخراجات پر زیادہ سے زیادہ ٹیکس جو کہ تقریباً 35% فیصد ہے وصول کیا جائے گا بلکہ آپ کے خلاف مختلف دفعات کے جرمانے (دفعہ 182 وغیرہ) لگا دیئے جائیں گے۔

آپ نے پچھلے چند سالوں میں محسوس کیا ہوگا کہ تقریباً ہر قسم کے ٹرانزیکشن پر ایڈوانس ٹیکس کٹوتی مختلف اداروں اور ٹیکس گزاروں پر لاگو ہوتی گئی مثلاً امپورٹ ایکسپورٹ، سپلائی، کمیشن، کرایہ، تنخواہ، سروسز، ٹھیکیداری، پٹرول پمپ وغیرہ وغیرہ پر ٹیکس دفعات 149، 153، 148، 154، 155، 233، 151، 152 وغیرہ کے ذریعے یعنی ہر کاروباری ادارہ دوسرے کاروباری ادارے کا نہ صرف ایڈوانس کاٹ رہا ہے بلکہ FBR کو ایک مفت نوکر میسر آ گیا ہے۔ جس کو یہ کام نہ کرنے کی زبردست اور ناقابل بیان سزائیں مقرر ہو گئی ہیں۔ جبکہ سارا انکم ٹیکس محکمہ اور افسران بڑی تنخواہوں Air condition گاڑیوں، سرکاری رہائش گاہوں اور ناقابل بیان اختیارات اور آمدن کے مستحق قرار پائے ہیں۔ اس میں بات کسی شخص کے بطور قصوروار کی نہیں نظام کی ہے۔ خیر بات یہیں ختم نہیں ہوتی اوپر بیان کئے گئے ٹرانزیکشنز کاروباری تھے جن پر مختلف اشخاص دوسرے اشخاص کا ایڈوانس ٹیکس وصول کر کے FBR کو خزانہ میں جمع کروا کر ہر ماہ اس کی Statement of the deduction بلا تاخیر ہر ماہ جمع کروانے کے پابند ہیں مگر پچھلے چند سالوں سے ایڈونس ٹیکس کی کٹوتی کاروباری ٹرانزیکشن سے آگے نکل کر اشخاص کے اخراجات پر جا پہنچی ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ میرے لباس میں دو جیب Pockets ہیں ایک میں آمدن آ رہی ہے (جہاں آمدن کے آنے سے پہلے ہی ٹیکس کٹ رہا ہے جو کہ بہت سی دفعات کے تحت (PTR) Final Tax ہے یعنی آمدن پر ٹیکس کی بجائے Transaction پر ٹیکس، اب اخراجات کرتے وقت بھی اشخاص کو بے شمار قسم کے ایڈوانس ٹیکس کٹوتی کے زمرے میں لایا گیا ہے۔ جس کی تفصیل دفعات 231 سے 236 تک درج

ذیل ہے:

[231A. Cash withdrawal from a bank
[231AA. Advance tax on transactions in bank
234. Tax on motor vehicles.
235. Electricity consumption
236. Telephone [and internet] users
236A. Advance tax at the time of sale by auction
236B. Advance tax on purchase of air ticket.
236C. Advance Tax on sale or transfer of immovable Property
236D. Advance tax on functions and gatherings
236E. Advance taxon foreign-produced TV plays and serials
236F. Advance tax on cable operators and other electronic media
236G. Advance tax on sales to distributors, dealers and wholesalers
236I. Collection of advance tax by educational institutions
236J. Advance tax on dealers, commission agents and arhatis etc.
236K. Advance tax on purchase or transfer of immovable property.
236L. Advance tax on purchase of international air ticket
236M. Bonus shares issued by companies quoted on stock exchange
236N. Bonus sharesissued by companies not quoted on stock exchange
236P. Advance tax on banking transactions otherwise than through cash
236Q. Payment to residents for use of machinery and equipment.
236R. Collection of advance tax on education related expensesremitted abroad
236S. Dividend in specie
236T. Collection of tax by Pakistan Mercantile Exchange Limited(PMEX)

ان اخراجات وغیرہ پر کٹنے والا ایڈوانس ٹیکس فائنل یا (PTR) ٹیکس نہیں بلکہ Adjustable اور قابل واپسی Refundable ہوتا ہے۔ کئی اشخاص کا یہ ایڈوانس ٹیکس لاکھوں روپے refundable ہوتا ہے۔ مگر ہمیں تو آج تک کوئی ایک بھی مائی کا لال ایسا نہیں ملا جس کو عزت آبرو سے اس کا انکم ٹیکس ریفنڈ مل گیا ہو۔ لوگ نہیں برے نظام ہی بربادی والا ہے۔ ایڈوانس ٹیکس کٹوتی یا Direct tax جیسے کسٹم اور Sale FBR Tax کی آمدن کا تقریباً 90/95 فیصد ہے جو کہ FBR یا اس کے افسر وصول نہیں کرتے بلکہ ٹیکس گزار اور ادارے ایک دوسرے کا ٹیکس کاٹ کر خود FBR کے گھر چھوڑ کر آتے ہیں۔ تو پھر FBR والے کیا کرتے ہیں۔ جی ہاں کرتے ہیں مطلب Examption Certificate جاری کرنا، Audit (177-213 C 214D) کرنا ٹیکس کٹوتی کی پڑتال دفعہ 161-162 ماہانہ ٹیکس کٹوتی کی سٹیٹمنٹ مقررہ تاریخ پر جمع نہ کروانے والے کو مبلغ پچیس سو روپے (Rs. 2500/-) روزانہ کی بنیاد پر کروڑوں کے جرمانے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ یہ سارے کام اتنے منافع بخش ہیں کہ کسی دوسرے کام کی ضرورت قطعی نہیں ہے۔ (اس میں ہم سب ٹیکس والے شامل نہیں صرف 95%)

بہرحال یہ نظام اب ختم ہونیوالا نہیں ۔ کیونکہ ملکی معاشی معاملات کی اساس اب مروجہ نظام پر ہے جس کو بدلنے اور واپس Direct Taxes پرلانے کے لئے کم ازکم بھی پانچ پنجسالہ منصوبے درکار رہیں وہ بھی تب اگر FBR والے اپنا مائنڈ سیٹ چینج کرسکیں۔ بات دور نکل گئی۔ دفعہ 21C کے تحت اخراجات کی منظوری کیلئے اب صرف rent Salary, Commission, وغیرہ ہی نہیں تمام اخراجات Deductions جن کا ذکر دفعہ 20 میں آتا ہے دائیگی بذریعہ چیک وغیرہ کرتے وقت ایڈوانس ٹیکس کٹوتی (جس کی مختلف شرحیں ہیں 0.1% تا 20%) ضروری ہے۔ ہاں اگر ٹیکس کی ادائیگی دفعہ 161 کے تحت payers یا دفعہ 162 کے تحت Recepient خود کردے تو بعد از ادائیگی ٹیکس آپ اس خرچہ Deduction کو کلیم برائے قابل ٹیکس آمدنی کرسکتے ہیں۔ ہاں ان اخراجات میں اگر آپ نے (Purchases) مال خرید کی ادائیگی کرتے وقت ایڈوانس ٹیکس کی کٹوتی نہ کی تو تمام خرچہ خرید مسترد ہونے کی بجائے (Purchases) خرید خرچہ کا صرف 20% مسترد کردیا جائے گا یعنی اگر

Sale	1,00,00,000
Purchages	90,000,000
other indirect Expenditures	10,00,000
Net Taxable Income Balance	10,00,000

اور مندرجہ بالا صورت میں آپنے Purchases پر ایڈوانس نہیں کاٹا تو آپ کی آمدن میں خرید کا 20% یعنی -/18,00,000 روپے مزید جمع کرکے 28,00,000 آمدن ٹیکس لگایا جائے گا۔

<u>Comparison</u>

Income Tax	10,00,000	28,00,000
Income Tax	72,500	4,22,500

یہ مثال بہت چھوٹی ہے۔ بہت سے آرڈر سے 100% گنا زیادہ مثالوں سے بھرے پڑے ہیں۔ یہ قوانین سراسر زیادتی پر مبنی ہیں۔ اب مزا آئے گا جب شیر آئے گا آپ ایک سوال کرسکتے ہیں کہ میری Purchases بھی تو کسی کی sales تھیں تو FBR اس سے ٹیکس ڈائریکٹ وصول کیوں نہیں کرتی مگر اس سوال پوچھنے والے طالب علم کو ہم جیسے استاد کلاس سے نکال دیتے ہیں (استاد=FBR)

آج کا سب سے بڑا open ٹیکس راز یہ ہے کہ FBR میں اب Income Tax Real Income پر نہیں بلکہ تقریباً 98% Presumptive Notional آمدن پر Assess کیا جاتا ہے مگر آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ بے شمار sections اب صرف Presumptive اور Notional Income کو ہی ڈیل کرتے ہیں Real Income Assess کرنا اب نہ تو FBR والوں کو آتا ہے نہ ان کے بس کی بات ہے اور ویسے بھی Presemptive & Notional آمدن کو اسیس کرنا مزیدار اور آمدن بھرا آسان ترین کام ہے اور اپیلوں میں بھی تو میرے جیسے بھائی بند ہی بیٹھے ہیں۔ ایک عام تاثر ہے کہ Appellate Tax Authorities ٹیکس گزاروں کی مشکلات کم کرنے میں بوجوہ ناکام رہی ہیں۔

نیز ادویہ ساز ٹیکس گزاروں کے پبلسٹی ایڈورٹائزمنٹ اور بزنس پروموشن اخراجات پر سیلز کے 5% فیصد تک منظوری کی ceiling لگانے کی تجویز ہے۔ اس مد میں اس سے زیادہ کیا گیا خرچہ مسترد کر کے آمدن میں جمع کر کے قابل ٹیکس ہوگا۔

5۔ ٹیکس چھوٹ کے دوران مختلف اثاثہ جات پر Depriciation (Section 22(5))

آپ کو یاد ہوگا کہ 92-1991 میں ٹیکس چھوٹ کے متعلق sections 118-C، 118D اور 118-E وغیرہ آئیں تھیں۔ تب تین (3) سے آٹھ (8) سال کی ٹیکس چھوٹ مختلف مینوفیکچرنگ کمپنیز کو دی گئی جبکہ آمدن یا نقصان (loss) Nil Assement کر دی گئی۔ سالہا سال litigation سپریم کورٹ تک ہوئی اور Post Tax Exemption Depricitation پیریڈ میں Allow کرنے سے متعلق فیصلہ جات آتے رہے۔ اب اس کے سدباب کے لئے مجوزہ ترمیم کے ذریعہ سے یہ مفروضہ طے کیا جا رہا ہے کہ ٹیکس چھوٹ کے سالوں میں یہ فرض کر لیا جائے گا کہ Income ہو یا Loss ٹیکس گزار کو Specified Assets پر Depriciation Allow کی جا چکی ہے۔ اور وہ Post exempt period اس کا حقدار نہ ہوگا۔

6۔ مستقبل اثاثہ جات پر گین ٹیکس Section 37A

سٹاک مارکیٹ پر چند سال پہلے تک (Gain) پر ٹیکس نہ تھا، مگر بعد میں Pakistan Peoples Party کی حکومت نے شیئر بزنس پر ٹیکس عائد کر دیا پھر Mercantile exchange بھی وجود میں آئی جس میں Future Commodity کے سودے ہوتے ہیں۔ اب اس پر ہونے والے گین کو بھی ایک Explanation کے ذریعے ایڈ کر لیا گیا ہے۔ اس کا غالباً مقصد اس دفعہ کا Retrospective استعمال ہے۔

7۔ وفاقی حکومت کا ٹیکس چھوٹ دینے کا اختیار Section 53(2)(a)(b)

پچھلے سال 15-2014 اور فنانس ایکٹ 2015 کے تحت وفاقی حکومت کے ٹیکس چھوٹ سے متعلق SROs جاری کرنے سے متعلق کافی پابندیاں Restrictions لگائی گئی تھیں۔ اب اس میں چند مزید تبدیلیاں تجویز کی گئی ہیں۔ جو کہ تکنیکی نوعیت کی ہیں۔

8۔ گروپ ٹیکسیشن سے متعلق قوانین تبدیلی کی تجویز Section 59B

گروپ آف کمپنیز کے ٹیکسیشن سسٹم میں ایک کمپنی کا loss دوسری کمپنی Adjust یا set off کر سکتی تھی۔ جس پر ایک فارمولا کے تحت اب limitation / condition عائد کر دی گئی ہے۔ یہ ترمیمی تجویز یقیناً confiscatory نوعیت کی ہے۔

9۔ ٹیکس کریڈٹ برائے ادائیگی انشورنس پریمیم Section 62A

نئی دفعہ 62A کے تحت ایسی انشورنس کمپنی جو کہ SECP سے رجسٹرڈ ہو (اور ٹیکس گزار سیلری یا بزنس انکم declare کرے) کو انشورنس پریمیم کی ادائیگی پر ٹیکس کریڈٹ دینے کی تجویز ہے جس کا طریقہ کار اور Condition دفعہ 62A میں پہلی دفعہ دیا گیا ہے۔

10۔ تعلیمی اخراجات پر الاؤنس

دس لاکھ روپے تک انکم Declare کرنے والے افراد کو اپنے بچوں کو فیسوں کی ادائیگی پر خرچہ بطور الاؤنس قابل ٹیکس آمدن کی computation کرتے ووقت allow کرنے کی تجویز ہے۔ جس پر فیس کا 5% یا قابل ٹیکس آمدن کا 25% وغیرہ تک کی Ceiling مقرر کرنے کی تجویز ہے۔ یہ الاؤنس میاں بیوی میں سے کوئی ایک تعلیمی ادارے کا نام یا NTN دے کر کلیم کرسکتا ہے مگر سیلری انکم پر ٹیکس کٹوتی (u/s. 149) پر یہ الاؤنس کلیم نہیں کیا جاسکتا۔

11۔ مینوفیکچرنگ کمپنیز کا افراد کو نوکری دینے پر مزید ٹیکس چھوٹ Section 64-B(1)(2)

پچھلے سال 2015ء کچھ کمپنیز کو نئے بزنس وغیرہ کرنے پر ٹیکس چھوٹ گرین انڈسٹریز کے علاوہ بھی ٹیکس چھوٹ دی گئی تھی۔ ان میں سے ایک چھوٹ مینوفیکچرنگ کمپنیز کی افراد کو نوکری دینے سے متعلق ہر پچاس نئی نوکریوں پر ایک فیصد ٹیکس معافی اگلے دس سال تک تھی جبکہ کاروبار set up کرنے کی آخری تاریخ 30-6-18 تھی۔ اب تجویز ہے کہ کاروبار Setup کرنے کی تاریخ 30-6-18 سے بڑھا کر 30-6-19 کردی جائے جبکہ ٹیکس چھوٹ فی پچاس افراد پر ایک فیصد (1%) سے بڑھا کر دو فیصد (2%) تک کر دی جائے۔ مگر اس پر ceiling بھی پہلے سے دفعہ 64B میں موجود ہے۔

12۔ ٹیکس کریڈٹ سے متعلق اشخاص کے لئے تجویز ترامیم Section 65A-65-B,65-C and 65D

مختلف Tax credits مندرجہ بالا دفعات کے تحت ٹیکس گزاروں کو دیئے گئے تھے۔ جن میں کچھ relief والی ترامیم تجویز کی گئی ہیں۔

2009ء میں دفعہ 65A کے تحت ایسے ٹیکس گزار جو اپنی Total Sales ایک سیلز ٹیکس رجسٹرڈ ادارے کو کریں۔ ٹیکس چھوٹ 2½ فیصد تھی جس کو بڑھا کر قابل ادا انکم ٹیکس کا اب (3%) تین فیصد کر دیا گیا ہے۔

کاورباری وسعت اور BMR کے سلسلہ میں پلانٹ اینڈ مشینری میں کی گئی تھی انویسٹمنٹ پر 10% ٹیکس چھوٹ کے لئے مقررہ تاریخ انویسٹمنٹ 2016ء سے بڑھا کر 2019ء کرنے کی تجویز ہے۔

سٹاک ایکسچینج میں Enlistment کروانے پر پہلے سال میں کمپنیز کو 20% ٹیکس کریڈٹ کی سہولت کو ایک اور مزید سال بڑھا کر دو سال کے لئے قابل ادا ٹیکس کا 20% ٹیکس کریڈٹ کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔

دفعات 65D, 65E میں 100% Tax Credit سے متعلق طریقہ کار تبدیل کرنے کی تجویز ہے۔ جس کا فارمولہ نئے سیکشن (1A) اور (3A) میں دے دیا گیا ہے۔ نیز 100% ذاتی انوسٹمنٹ (New Shares investment) کو 75% فیصد جبکہ کاروبار اور Setup کرنے کا مقررہ وقت 30.6.2016 سے بڑھا کر 20.6.2019 کر دیا گیا ہے اور کاروبار کو Discontinue کرنے کی لمٹ بھی بعد از پانچ سال مقرر کر دی گئی ہے تاآنکہ ٹیکس چھوٹ کا ناجائز فائدہ نہ اٹھایا جائے۔

13۔ اخراجات کا فیصد تناسب Section 67۔ Aportionment

PTRاور NTR کی انکم ٹیکس ریٹرن میں ناقابل Allocatable اخراجات کو سیل (sale) کے فیصد تناسب سے Allocate یا Aportion کیا جاتا ہے۔اب اس ترمیم کے تحت لفظ اخراجات کے ساتھ Deduction اور Allowances کے الفاظ ڈالنے سے یہ دفعہ مزید مستحکم اور Comprehensive ہوجائے گی۔

14۔ اثاثہ جات کی فیئر (Fair) مارکیٹ ویلیو Section 68

دفعہ 68 کے تحت کسی بھی Asset کرایہ سروس وغیرہ کی Declared value کی بجائے اس کی Fair Market value مقرر کرنے کا اختیار پہلے سے ہی ٹیکس اتھارٹی کے پاس موجود تھا۔اب تجویز کردہ تبدیلی کے تحت کسی بھی جائیداد وغیرہ کی رجسٹرڈ ویلیو جو کہ صوبائی رجسٹریشن اتھارٹی کے مقرر کردہ نرخوں (Rates) کے مطابق ہوتی ہے اس Value کو نظرانداز کر کے جائیداد وغیرہ کی از سرنو مارکیٹ ویلیو کے مطابق تشخیص کی جاسکے گی۔یہ تبدیلی انتہائی دوررس نتائج اور ٹیکس گزاروں کے لئے ایک نیا چیلنج ثابت ہوگی۔اب ہم Income Tax Ord. 1979 کی دفعات 13(2)، 13(1) اور 13(1)(d) کی طرف واپس بڑھ رہے ہیں جس سے کرپشن بڑھنے کا شدید اندیشہ ہوگا۔ایسی ترامیم سے حکومت نہیں بلکہ ملوث افراد کی انکم میں بے پناہ اضافہ متوقع ہے۔

15۔ غیر ملکی ٹرسٹ کی بطور کمپنی تعریف Section 80(2)(vb)

تجویز کردہ ترمیم کے تحت غیر ممالک کے ٹرسٹ کو پاکستان میں بطور Corporate entity یعنی Company کا درجہ حاصل ہوگا یہ تعریف بذریعہ Explanation شامل کی گئی ہے اس کا ظاہری مقصد اس کا Retrospective effect ہے۔

16۔ بین الممالک دہرے ٹیکس سے بچاؤ سے متعلق قوانین Section 107

دنیا میں بہت سے ممالک کے ساتھ پاکستان کے ایک ٹیکس گزار کو دہرے ٹیکس سے بچاؤ کے معاہدے موجود ہیں۔ان معاہدات کو مزید تقویت دینے اور دوورحاضر کے درپیش معاملات کے لئے دفعہ 107 میں مزید تبدیلی کے ذریعے وفاقی حکومت کو دوہرے ٹیکس سے بچاؤ کے ساتھ ٹیکس چوری کے سدباب سے متعلق معلومات کا تبادلہ واختیارات حاصل ہوجائیں گے۔ (DUBAI LEAKS)(PANAMA LEAKS)

17۔ شراکتی کاروباری اداوروں کے باہمی معاملات Section 108

اس مجوزہ ترمیم کے تحت Associate کاوروباری اداوروں کو آپسی کاروباری Transactions کو Documented کرنے سے متعلق طریقہ کار وضع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

18۔ ٹرن اوور ٹیکس Section 113۔Minimum Tax

دفعہ 113 پرانے Income Ordinance 1979 کی دفعہ 80D ہی کا تسلسل ہے جو کہ پہلے کمپنیز کی سالانہ سیل اور پھر افراد (individual) اور فرموں (AoPs) کو مبلغ کم از کم پانچ کروڑ سالانہ پر ایک فیصد کی شرح سے لاگو کیا گیا۔اب اس limit کو پانچ کروڑ سے کم

کر کے ایک کروڑ (دس ملین) تک کر دیا گیا ہے یعنی اب تمام افراد اور فرمیں جن کی سیل Tax Year 2017 سے ایک کروڑ سے زیادہ ہوگی وہ بھی Companies کے ساتھ ساتھ اپنی سالانہ سیل کا کم ازکم ایک فیصد ٹیکس ضرور (Mandatory) (Admitted liability) کے طور پر ادا کرنے کے پابند ہوں گے۔ اس ٹیکس کے خلاف اپیل بھی نہیں ہوسکتی۔ نیز گراس لاس کی وجہ سے جن کمپنیز کو یہ ٹیکس معاف ہوجاتا تھا اب وہ شرط بھی واپس لے کر چاہے گراس لاس یا نیٹ لاس (Gross or netloss) ویلیو دونوں ہی صورتوں میں سیل کا کم ازکم ایک (1% fixed) ٹیکس کمپنی، ٹیکس گزار کو دینا ہوگا۔

19۔ بلڈرز اور ڈویلپرز پر کم ازکم ٹیکس کی واپسی Section 113-A and 113B

چونکہ ڈویلپرز اور بلڈرز پر نئی دفعات 7C اور 7D کے تحت فائنل ٹیکس جو کہ مکعب فٹ اور مکعب میٹر کے حساب سے لگادیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل اوپر گزر چکی اب ان سے Minimum Tax کا کوئی تک (Logic) نہیں بنتا اس لئے دفعات 113A اور 113B ختم کر دی گئی ہیں۔ مگر پرانے Pending کیسز میں یہ برقرار رہیں گی۔

20۔ ٹیکس گوشوارہ Revision ۔ Section 114(6)

جمع کروائے گئے ٹیکس گوشوارہ میں غلطی وغیرہ کو دور کرنے کے لئے پرانے Income Tax Ordi. 1979 میں دفعہ (57) موجود تھی۔ جس کے لئے کسی بھی قسم کی Approval کی ضرورت نہ ہوتی تھی مگر اب نئے قانون میں 2013 میں کمشنر صاحب سے Prior Approval for Revision of Return کی شرط عائد کر دیں۔ ٹیکس والے اور کسی کو کچھ دے دیں ناممکن۔ چنانچہ سوائے ایک یا دو فیصد کیسز کے پورے پاکستان میں Income Tax Return Revise کرنے کے لئے کسی بھی کمشنر نے Approval نہ دی اور جو Approvals ملیں اس کے پیچھے بھی بڑی کرپشن کہانیاں ہیں، پچھلے سال بھی ایک تبدیلی کی گئی مگر (60) ساٹھ دن تک Approval نہ ملنے کے باوجود E-portal ہی نہ کھولا گیا اور قانون بے کار اب پھر 60 دن تک Approval کا نہ ملنا اور زیادہ انکم اور کم نقصان ظاہر کرنا ایک ٹیکس گزار کو اپنا گوشوارہ Revise کرنے کا اختیار دیتا ہے مگر بات صرف یہ ہے کہ اگر آپ نے ٹیکس گزار کا E-portal ہی نہیں کھولنا تو یہ ترمیم کس کام کی۔ زمینی حقائق تو یہ ہیں کہ پاکستان میں Tax Facilitation تو اب Zero percent ہے جبکہ ٹیکس گزار اور ٹیکس حکام یقیناً ایک دوسرے پر اعتبار ہی نہیں کرتے اور تقریباً Hostile Behaviour رکھتے ہیں۔ دفعہ 175/140 انکم ٹیکس اور دفعہ 48(1)(ca)/40B/38B سیلز ٹیکس کا بے دریغ استعمال اس کا ثبوت ہے۔ مستقبل قریب میں کسی بڑے حادثے (Confrontation) کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ بہرحال اس دفعہ میں Deemed Approval ایک بے معنی لفظ ہے اگر Corresponding action نہ ہو۔

21۔ عارضی ٹیکس فیصلہ Section 122C Provisional Assessment

پرانے Income Tax Ordinance 1979 میں دفعہ 56 (نئی دفعہ 114) کے تحت گوشوارہ دیں Assessment Normal دفعہ 62 یا یکطرفہ 63 Experte ہوجاتی تھی Income Tax Ordinance میں دفعہ 122C کے تحت گوشوارہ نہ جمع کروانے پر پہلے Provisional عارضی تشخیصی فیصلہ ہوتا ہے جس میں 100 فیصدی آنکھیں بند کرکے بغیر Mind Application کے ٹیکس

لگایا جاتا ہے چاہے آپ کی انکم (PTR) یعنی بنک انٹرسٹ وغیرہ ہی کیوں نہ ہو۔ جز عارضی فیصلہ ہونے کے 45 پینتالیس روز کے اندر اگر گوشوارہ اور ویلتھ سٹیٹمنٹ وغیرہ جمع بھی کروا دیں تو اب اس کا آڈٹ یعنی تفصیلی جانچ پڑتال ضروری ہوگی۔ تو بھائی پہلے 122C کرکے اتنی لمبی litigation کی کیا ضرورت ہے، سیدھے سیدھے (1)(d)121 میں یکطرفہ یا (1)122 میں نارمل لاء فیصلہ کرتے مگر Long litigation کا اپنا مزا ہے کہ Litigation میں ٹیکس گزار کا وقت اور پیسہ لگتا ہے جس کے لئے وہ سربراہ حکومت کو ضرور کوستا ہے۔ مزے کی بات یہ کہ دفعہ 165A آنے کے بعد Provisional Assessement Order کے ساتھ ہی بے شمار کیسز میں دفعہ 140 کے تحت ٹیکس ڈیمانڈ کے پیسے بنک اکاؤنٹس سے پہلے نکل چکے ہوتے ہیں جو کہ واپس ملنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں کامیابی صرف تین یا چار فیصد ہے وہ بھی بذریعہ FTO عزت ماب۔ دفعہ 214D کے 2015 میں آنے کے بعد یہ ترمیم غیر ضروری تھی۔ ظاہری مقصد 2015ء سے پچھلے سالوں پر اس کا اطلاق ہے۔

بہر حال اب Provisional Assessment کے بعد 45 روز کے اندر گوشوارہ وغیرہ جمع کروانے کے بعد آپ کو اپنا آڈٹ کروانے کی پابندی لگانے کی تجویز ہے۔

22۔ ایڈوانس ٹیکس Section 147

(NTR) میں آپ کو اپنی آمدن پر پچھلے سال کے Proportionate to Sales ایڈوانس ٹیکس چار اقساط پندرہ ستمبر۔ پندرہ دسمبر۔ پندرہ مارچ اور پندرہ جون جبکہ فرمز اور کمپنی میں پندرہ کو پچیس پڑھیں جمع کروانا ہوتا ہے۔

اب اس میں دفعہ 113 اور دفعہ 113C (Alternate Corporate) کا ٹیکس بھی شامل ہوگا اور یہ قانون Retrospectively لاگو ہوگا۔

23۔ غیر ملکی کمرشل پروگرامز پر ٹیکس Section 152-A

دفعہ 152 میں غیر ملکیوں کو ادائیگی کے وقت ٹیکس کٹوتی کا طریقہ کار وضع ہے۔ اب نئی تجویز کردہ ترمیم کے تحت نئی دفعہ 152A کے تحت مختلف غیر ملکی کمرشل اشتہارات وغیرہ کی تیاری اور خرید کی ادائیگی کرتے وقت ہر شخص (Ind, AoP, Company) کو 20% فیصد ٹیکس کاٹنا ہوگا۔

24۔ میڈیا پر ٹیکس کٹوتی میں اضافہ Seciton 153(3)

پرنٹ میڈیا یا الیکٹرانک میڈیا کو اشتہارات وغیرہ کی ادائیگی کرتے وقت اب ایڈوانس ٹیکس کٹوتی 1% سے بڑھا کر 1.5% کرنے کی تجویز ہے جبکہ یہ ٹیکس کٹوتی اب Final Tax (FTR) ہوگی۔

25۔ نان فائلرز سے زیادہ وصول کیا گیا ٹیکس Section 169

ٹیکس نمبر لینے سے کوئی فائلر نہیں بن جاتا۔ فائلر کا مطلب ہے کہ اس نے ٹیکس گوشوارہ فائل (جمع) کروایا ہے بہر کیف Non-filers

سے زیادہ شرح پر ٹیکس کٹوتی بقول وزیر خزانہ ٹیکس گزاروں (Filers) کے مطالبہ پر ہوئی اور مزے کی بات ہڑتال۔ احتجاج نان فائلرز نہیں بلکہ ٹیکس گزاروں (Filers) نے کیا۔ وجہ صرف دفعہ 165-A تھی جس سے پاکستان میں بنکنگ بزنس کو کافی نقصان ہوا۔ اب اس مجوزہ تبدیلی سے نان فائلرز کے گوشوارہ جمع کروانے پر زیادہ شرح سے کٹ گئے اضافی ٹیکس کی (Adjustment) کا رستہ کھلا ہے کچھ لوگ اضافی ٹیکس کی Adjustment کو Refund کے Equated نہیں گردانتے۔

26۔ ٹیکس ریفنڈ Section 170

دفعہ 170 میں ریفنڈ کی درخواست دینے کی آخری مدت 2 سال سے بڑھا کر 3 سال کرنے کی تجویز ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ چاہے جتنے سال بعد بھی آپ درخواست دیں آپ کا Legtimate Refund آپ کا حق رہے گا۔

27۔ بنکوں سے انفارمیشن نہ دینے پر جرمانہ Section 165B / 182

دفعہ 182 میں مختلف جرمانے لگانے سے متعلق تفصیلات موجود ہیں۔ دفعہ 115، 165 اور 165A کے تحت ماہانہ Statement نہ جمع کروانے پر جرمانہ مبلغ پچیس سو روپے روزانہ اور کم از کم مبلغ دس ہزار روپے ہے۔ اب یہ جرمانہ مالیاتی اداروں اور بنکوں پر غیر ملکیوں کو ادائیگی سے متعلق معلومات نہ دینے پر بھی لگے گا۔ اس کو ملکی مفاد میں ایک اچھا قدم کہہ سکتے ہیں مگر دفعہ 165A نے پاکستان کے ٹیکس نظام میں کیا تبدیلیاں کیں اور کیسے بیٹھے بیٹھے اربوں روپے ٹیکس ریکوری ہوئی، اپیلوں اور writs کے ذریعے stay orders سے خوب پیسہ کمائے گئے، بنک اکاؤنٹس چاہے وہ گورنمنٹ اداروں Autonomous Bodies یا چاہے عام ٹیکس گزاروں کے تھے ان میں سے پیسے صرف دفعہ 165A کے آنے کے بعد دفعہ 140 کے اندھا دھند استعمال سے ممکن ہوا۔ کئی انڈہ دینے والی مرغیاں حلال کر دی گئیں۔ پچھلے دو تین سال ٹیکس ریکوری (چاہے ٹیکس جائز تھا یا ناجائز) کے ٹیکس افسران اور Failure کے اس سلسلہ میں Chamber of Commerce اقدامات نے خوب دھوم مچائی۔ دراصل دفعہ 165A شامل کرنے کے مقاصد کچھ اور تھے مگر اس کا استعمال تو کچھ اور خوب ہوا۔ ضروری نہیں کہ آپ ہمارے اقدامات کو ہماری نیت کی طرح ہی پائیں۔ دفعہ 165A پڑھے بغیر اب آپ کو شائد ہی سکون ملے اس لئے پڑھیئے :

[165A. Furnishing of information by banks.- (1) Notwithstanding anything contained in any law for the time being in force including but not limited to the Banking Companies Ordinance, 1962 (LVII of 1962), the Protection of Economic Reforms Act, 1992 (XII of 1992), the Foreign Exchange Regulation Act, 1947 (VII of 1947) and the regulations made under the State Bank of Pakistan Act, 1956 (XXXIII of 1956), if any, on the subject every banking company shall make arrangements to provide to the Board in the prescribed form and manner,-

(a) online access to its central database containing details of its account holders and all transactions made in their accounts;

(b) a list containing particulars of deposits aggregating rupees one

million or more made during the preceding calendar month;

(c) a list of payments made by any person against bills raised in respect of a credit card issued to that person, aggregating to rupees one hundred thousand or more during the preceding calendar month;

(d) a consolidated list of loans written off exceeding rupees one million during a calendar year; and

(e) a copy of each currency transactions report and suspicious transactions report generated and submitted by it to the Financial Monitoring Unit under the Anti-Money Laundering Act, 2010 (VII of 2010).

(2) Each banking company shall also make arrangements to nominate a senior officer at the head office to coordinate with the Board for provision of any information and documents in addition to those listed in sub-section (1), as may be required by the Board.

(3) The banking companies and their officers shall not be liable to any civil, criminal or disciplinary proceedings against them for furnishing information required under this Ordinance.

(4) Subject to section 216, all information received under this section shall be used only for tax purposes and kept confidential.]

اس دفعہ کے آنے کے بعد جتنا Enrich ٹیکس کے محکمہ والے اور ٹیکس کا کام کرنے والے ہوئے ہیں بے چارہ مشتاق رئیسانی تو اس کا عشرِ عشیر بھی نہیں۔ نیب والے یہ پڑھ کر بھی ٹیکس والوں کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے کہ اس سے پورا ملکی ٹیکس نظام بیٹھ سکتا ہے۔ کہ یہ وہ آگ ہے جس کو By large تقریباً سبھی نے سینکے ہے۔ دراصل ہمارے ملک کا ٹیکس نظام اتنا سڑاند چھوڑ گیا ہے کہ اس کی بدبو خود FBR ہاؤس میں بیٹھنے والے اور اس کی Field Formations خود محسوس کر رہے ہیں۔ مگر اب چھٹکارا فوری ممکن نہیں ہے۔ ٹیکس کا نظام اگر بہترین اور نیک نیتی پر مبنی ہو تو یہ عبادت سے بھی کچھ زیادہ ہے کہ انسانی فلاح اور معاشی و معاشرتی ترقی کا راز صرف اسی میں پنہاں ہے۔

28 بینکوں کے ٹرانزیکشن پر ٹیکس Section 231A

بینک سے اپنے ہی نکلوائے گئے پیسوں پر ٹیکس کٹوتی اب پرانا قانون ہے مگر یار لوگوں نے پچاس ہزار روپے سے زیادہ نکلوانے پر کٹوتی سے بچنے کے لیے زیادہ اکاؤنٹس کھلوا لیے۔ ٹیکس والے بھی ہم میں سے ہی ہیں۔ تو انہوں نے بھی اس کا حل نکال لیا کہ تمام اکاؤنٹس کو ملا کر بھی اگر ایک دن میں پچاس ہزار سے زیادہ کیش نکالا تو 231A کی ٹیکس کٹوتی ہوگی۔ اب مزیداری یہ ہوئی کہ یہ مجوزہ ترمیم ایک Explanation کے تحت Retrospective ہے جبکہ Transactions تو پہلے ہی ہو چکے ہیں۔ So What

29۔ لیزنگ سے گاڑیوں پر ایڈوانس ٹیکس کٹوتی Section 231-A

مالیتی: لیزنگ اداروں سے لی گئی گاڑیوں پر 3% ایڈوانس انکم ٹیکس کٹوتی کی تجویز ہے۔ جبکہ 5 سالہ پرانی رجسٹرڈ گاڑی اس سے مبرا ہوگی۔

30۔ ٹال ٹیکس کی وصولی کے اختیار کا آکشن پر ایڈوانس ٹیکس Section 236-A

دفعہ 236A میں آکشن Auction کے وقت Auction Money کے ساتھ ایڈوانس ٹیکس وصول (Collection) پہلے 5% پر ہوا کرتی تھی اور پھر 2013 میں 5% سے 10% (ڈبل) کردی گئی تھی۔ آکشن میں ٹال ٹیکس کی وصولی بھی بذریعہ بولی کی جاتی ہے۔ جس میں مختلف شہروں میں مخصوص افراد ہی بار بار بولی جیت جاتے ہیں۔ واللہ عالم بالثواب۔ یہ ٹیکس کٹوتی آمدن پر ٹیکس کی Computations کے وقت Adjustable تھا اب اس کو Final Tax کے زمرہ میں لایا گیا ہے۔(PTR)۔ امید ہے کہ اس سے ان صاحبان کا کافی مالی بھلا ہوگا۔

(I scratch your back, you mine)

31۔ جائیداد کی فروخت پر ایڈوانس ٹیکس کٹوتی منسوخ Section 236-C

جائیداد کی فروخت کے وقت 1% ایڈوانس انکم ٹیکس جو کہ قابل ادائیگی ٹیکس میں Adjustable تھا وصول (Collect) کیا جاتا تھا۔ چونکہ گورنمنٹ نے جائیداد کی فروخت (پانچ سال کے اندر) پر Gain کی صورت میں 10% ٹیکس عائد کردیا ہے۔ اس لیے یہ ایڈوانس ٹیکس کٹوتی واپس لے لی گئی ہے اس جائیداد کی فروخت پر جو کہ مدت خرید سے پانچ سال بعد فروخت کی جائے گی، بھی Exempt from Tax ہوگی۔ لہذا ایڈوانس ٹیکس کٹوتی کا جواز (Logic) نہیں رہتا۔

32۔ نان فائیلرز سے بینک ٹرانزیکشن پر ٹیکس کٹوتی Section 236 P

ٹیکس گوشوارے نہ جمع کروانے والے اشخاص سے بینک ٹرانزیکشن (ہر قسم) -/50,000 سے زیادہ پر ٹیکس کٹوتی پچھلے سال 2015ء میں 0.6% مقرر ہوئی۔ پھر احتجاج پر مؤخر پھر اب اس وقت اس کا ریٹ 0.4% ہے۔ دفعہ 231A کی طرح یہاں بھی تمام بینک اکاؤنٹس ملا کر ٹرانزیکشن اگر ایک دن میں پچاس ہزار سے زیادہ ہوں گے تو ٹیکس کٹوتی بینک کے لیے لازمی ہوگی جو کہ ٹوٹل ٹرانزیکشنز ایک دن میں ملا کر ہوں گے شرح 0.4% ہوگی۔

33- پاکستان مرکنٹائل ایکسچینج ممبران کی ٹیکس کٹوتی کی منسوخی Section 236T: Division XXII

پاکستان مرکنٹائل ایکسچینج جہاں Commidity Future کے سودے ہوتے ہیں اس کے ممبران سے ٹیکس 0.05% فیوچر کموڈٹی کنٹریکٹ وصول کیا جاتا تھا۔ ترمیم کے ذریعے تجویز ہے کہ یہ ایڈوانس ٹیکس وصولی جو کہ Adjustable تھی، ختم کردی جائے۔

34۔ انشورنس پریمیم کے ساتھ ایڈوانس ٹیکس کی وصولی Section 236U: Division XXV

جس طرح FBR دوسرے اخراجات کے ساتھ ایڈوانس ٹیکس جو کہ تقریباً تمام دفعات میں (231 to 236) adjustable ہے اس طرح نئی دفعہ 236 U میں تجویز ہے کہ (صرف) نان فائلرز سے انشورنس پریمیم (جنرل اور لائف انشورنس) کے ساتھ انشورنس کمپنی درج ذیل ایڈوانس (Adjustable) ٹیکس وصول کرے گا۔

S.No.	Type of Premium	Rate
(1)	(2)	(3)
1.	General Insurance Premium	4%
2.	Life Insurance Premium if exceeding Rs. 0.2 million per annum	1%
3	Others	0%

35- معدنیات کی مائننگ وغیرہ پر ایڈوانس ٹیکس Section 236 V: Division XXVI

ہر صوبائی حکومت کو معدنیات سے متعلق مائننگ وغیرہ کا لائسنس جاری کرتے وقت 5% ایڈوانس (Adjustable) ٹیکس وصول کرنے کا اختیار دینے کی تجویز ہے۔ اس دفعہ کو پڑھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ٹیکس دفعہ 236A کے ٹیکس کے علاوہ معدنیات کی Value پر مقرر اضافی مقرر کیا جا رہا ہے جو کہ Adjustable ہے۔ یعنی 236A اور 236V کے تحت دونوں ایڈوانس ٹیکسز آمدن پر قابل ادائیگی ٹیکس کے لیے Adjustable ہوں گے۔ مگر یہ ٹیکس فائلر سے وصول نہ کیا جائے گا۔

36- نان فائیلر سے صوبائی سیلز ٹیکس ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے ایڈوانس ٹیکس وصولی Section 236W

اس نئی دفعہ 236W کے ذریعے تجویز کیا گیا ہے کہ جو اشخاص محکمہ FBR میں انکم ٹیکس گوشوارہ نہ جمع کروائیں (Non-Filer) مگر صوبائی حکومت میں Sales Tax Payer ہوں تو صوبائی حکومت سیلز ٹیکس گوشوارہ وصول کرواتے وقت ایسے نان فائیلر سے (3%) تین فی صد ایڈوانس Adjustable انکم ٹیکس وصول کرے گی۔ صوبائی حکومتوں کی Revenue Authorities نے غیر ضروری مزدوری پر شدید احتجاج کیا ہے کہ یہ 3% ایڈوانس ٹیکس وفاقی حکومت کے لیے وہ کیوں وصول کریں؟

شیئرز کے کاروبار میں 37A کے تحت کیپٹل گین پر ٹیکس کٹوتی کا نیا طریقہ کار مندرجہ ذیل وضع کیا گیا ہے۔

"Division VII

CAPITAL GAINS ON DISPOSAL OF SECURITIES

The rate of tax to be paid under section 37A shall be as follows:-

S.No.	Period	Tax Year 2015	Tax Year 2016	Tax Year 2017 Filer	Tax Year 2017 Non-Filer
(1)	(2)	(3)	(4)	(5)	(6)
1.	Where holding period of a security less than twelve months	12.5%	15%	15%	18%

2.	Wehre holding period of a security is twelve months or more but less than twenty-four months	10%	12.5%	12.5%	16%
3.	Where holding period of a security is twenty-four months or more but the security was acquired on or after 1st July 2012	0%	7.5%	7.5%	11%
4.	Where the security was acquired before 1st July, 2012	0%	0%	0%	0%
5.	Future commodity contracts entered into by the members of Pakistan Mercantile Exchange	0%	0%	5%	5%

(II) in Division VII, for the Table, the following shall be substituted namely:

S. No. **(1)**	**Period** **(2)**	**Rate of Tax** **(3)**
1.	Where holding period of immovable property is upto five years.	10%
2.	Where holding period of immovable property is more than five years.	0%"; and

نان فائلرز کے لیے دفعہ 150 اور 236S کے تحت Dividend پر ٹیکس کٹوتی کا ریٹ 17.5% سے بڑھا کر 20% کرنے کی تجویز ہے۔ جبکہ Provisio کے بعد REIT اور Mutual Fund پر ٹیکس کٹوتی بھی درج ذیل شرح سے تبدیل کرنے کی تجویز ہے:

In the first proviso, for the Table the following shall be substituted, namely:

Person	**Stock Fund**	**Money market fund, income fund or REIT scheme or any other fund**	
		Filer	Non-Filer
(1)	(2)	(3)	(4)
Individual	10%	10%	15
Company	10%	25%	25%
AOP	10%	10%	15%

37- ٹیکس کٹوتی کی نئی شرح Distributor کے لیے: Section 153(1)(a) Divn III

ڈسٹری بیوٹر کی طرف سے مال سپلائی کی صورت میں ڈسٹری بیوٹر کمپنی کا ٹیکس 4% کی بجائے 3% اور دوسرے ڈسٹری بیوٹر افراد کی طرف سے سپلائی کی صورت میں جنرل ریٹ کٹوتی 4.5% کی بجائے 3.5% کرنے کی تجویز ہے کیونکہ بقول ڈسٹری بیوٹرز ان کا مارجن منافع کم ہوتا ہے۔ یہ سہولت صرف Fast Moving Consumer Goods کی سپلائی پر ہے۔ Fast Moving Consumer Goods کی تعریف دفعہ 2 کی ذیلی دفعہ (22A) میں پچھلے سال 2015 میں انکم ٹیکس آرڈیننس میں شامل کر دی گئی تھیں۔ جس کے تحت ایسی تمام اشیا جو روزانہ کی ڈیمانڈ کی بنیاد پر ریٹیل مارکیٹ میں عام استعمال کے لیے مہیا کی جاتی ہیں۔ Fast Moving Consumer Goods میں جیسے کھانے پینے اور روزمرہ استعمال کی اشیاء۔

38- نان فائیلرز پر پرائز بانڈ وغیرہ پر ٹیکس کٹوتی: Section 156: Division VI

پرائز بانڈ جیتنے اور کراس ورڈ۔ پزل وغیرہ کے جیتنے پر ٹیکس کٹوتی کی شرح (FTR) جو کہ فائیلر اور نان فائیلر دونوں کے لیے 15% فی صد تھی۔ اب نان فائیلر کے لیے بڑھا کر 15% کی بجائے 20% کرنے کی تجویز آئی ہے۔ صرف پرائز بانڈ نکلنے سے تو لوگ ٹیکس گوشوارے نہیں جمع کرواتے مگر اب ضرور ورنہ ٹیکس کٹوتی 15% کی بجائے 20% ہو گی۔

39- کمیشن پر ٹیکس کٹوتی کی شرح میں تبدیلی Section 233: Division II

نئے ٹیکس ریٹ (FTR) پر ہوں گے۔

"Division II

Brokerage and Commission

Sr. No.	Person	Rate applicable on the amount of payment Filer	Non-Filer
(1)	(2)	(3)	(4)
1.	Advertising Agents	10%	15%
2.	Life Insurance Agents where commission received is less than Rs. 0.5 million per annum	8%	16%
3.	Persons not covered in 1 and 2 above.	12%	15%

40- سٹاک ایکسچینج ممبران کی ٹیکس کٹوتی Section 233A Division

سٹاک ایکسچینج ممبران پر کمیشن کی بجائے شیئرز کی خرید وفروخت پر ویلیو کا 0.01% کا ٹیکس بڑھا کر 0.02% یعنی ڈبل کرنے کی تجویز ہے

جس سے سٹاک ایکسچینج کا کاروبار شدید متاثر ہونے کا اندیشہ ہے جبکہ اس سے Tax Collection میں Negative Impact آ سکتا ہے۔ بہر حال اس سلسلہ میں وفاقی حکومت کو اپیل کی گئی ہے کہ وہ اس مجوزہ تبدیلی کو واپس لے۔

41- بجلی کے کمرشل بلوں پر ٹیکس کٹوتی میں اضافہ Section 235: Division IV (L)

بجلی کے -/20,000 روپے ماہانہ سے زیادہ کمرشل بلوں پر ٹیکس کٹوتی 10% سے بڑھا کر 12% کرنے کی تجویز ہے اس سے خاطر خواہ ٹیکس وصول ہوگا۔ مگر یہ ٹیکس Adjustable ہے۔ (FTR) نہیں ہے۔

42- جائیداد کی منتقلی پر ایڈوانس ٹیکس وصولی میں اضافہ Section 236C: Division X

جائیداد کی منتقلی کے وقت Registration Authority ایڈوانس ٹیکس فائلر سے ویلیو کا 0.5% اور نان فائلر سے 1% وصول کرتی تھی۔ اب یہ ٹیکس ڈبل کر کے فائلر سے ویلیو کا 1% اور نان فائلر سے رجسٹری کی مالیت کا 2% وصول کرنے کی تجویز ہے۔ جبکہ یہ ٹیکس Adjustable رہے گا۔

43- جائیداد کی خرید پر ایڈوانس ٹیکس کی وصولی میں اضافہ Section 236K, Divn. XVIII

رجسٹریشن اتھارٹی ایڈوانس ٹیکس وصولی کی مد میں فائیلر سے تیس لاکھ سے زیادہ ویلیو کی جائداد کی خرید کی صورت میں 1% اور نان فائیلرز سے 2% ٹیکس وصول کرتی تھی جس کو اب ڈبل کر کے فائیلر سے 2% اور نان فائیلر سے 4% وصول کرنے کی تجویز ہے۔ یہ ایک زبردست ترمیم ہے اور اس سے بڑا ٹیکس وصول کیا جائے گا دوسری طرف جائیداد کی خرید وفروخت کا کاروبار متاثر ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔

44- گھریلو بجلی کے بلوں میں ایڈوانس ٹیکس وصول Section 235A, Division XIX

مجوزہ تبدیلی سے اپنی ایک ٹیکنیکل غلطی کو درست کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

45- سیکنڈ شیڈول میں کلاز 66 کی سب کلاز (xviii) میں مائیکروفنانس بینک کی آمد پر ٹیکس

2007ء سے 2012ء تک معاف تھا یہ کلاز 2012 کے بعد فالتو تھی جس کو اب 2016ء میں جا کے خارج کر دیا گیا ہے۔

46- گیمز اور سپورٹس سے متعلق بورڈ جو کہ حکومت سے Recognized ہوں، کے لیے اب ان کی ٹیکس معافی کے لیے ایسے کسی بھی بورڈ کے لیے ضروری ہے کہ یہ حکومت کی طرف سے تشکیل دیا جائے۔ کلاز 98 سیکنڈ شیڈول میں تبدیلی تجویز کی گئی ہے۔

47- انٹر گروپ کمپنیز کی ڈیوڈنڈ پر ٹیکس چھوٹ میں سے دفعہ 59B کا ٹیکس ریلیف ختم کرنے کی تجویز ہے۔

48- گوادر میں چائنہ کمپنی کو 23 سال تک ٹیکس چھوٹ کو کچھ مزید کمپنیز تک وسعت دینے کے لیے تجویز ہے۔ جس کے تحت کنٹریکٹرز اور سب کنٹریکٹرز وغیرہ کو بھی بیس سال تک ٹیکس چھوٹ (126AC) دی جا سکے گی۔ 126 AC، 126 AD۔ گوادر آنے والے سالوں میں ترقی کی نئی منازل طے کرتا نظر آ رہا ہے۔ پاکستانی کاروباری حضرات کے لیے یہ سنہری موقع ہے۔ جہاں ٹیکس کی چھوٹ جولائی 2016ء سے تیس (23) سال کے لیے میسر ہوگی۔

49- گوادر میں چائنہ اوورسیز پورٹ ہولڈنگ کمپنی کو قرض دینے والے بینک کو کچھ شرائط کے تحت قرض پر سود پر انکم ٹیکس معاف ہوگا۔

50- دفعہ 133 کے تحت کمپیوٹر سافٹ ویئر اور IT سروسز کے Export پر جون 2016ء میں ختم ہونے والی ٹیکس چھوٹ کو جون 2019ء تک بڑھانے کی تجویز ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ ایکسپورٹ پروسیڈز کا 80% زرمبادلہ بذریعہ شیڈولڈ بینک پاکستان لائیں گے۔ یہ مطالبہ ٹیکس چھوٹ بھی جائز تھا جو پورا ہوگا۔

51- سروسز اور کنسٹرکشن کنٹریکٹ کی انکم جو پاکستان سے باہر ممالک میں کمائی جائے (چارٹ II) کلاز بی کے تحت اب اس کا ٹیکس سٹرکچر مندرجہ ذیل ہوگا۔ جبکہ آمدن کو زرمبادلہ کی صورت میں شیڈولڈ بینک کے ذریعے پاکستان لانا ہوگا۔

	Rate			
	Corporate		Non-Corporate	
	Filer	Non-Filer	Filer	Non-Filer
For Transport Services	1%	1%	1%	1%
For services otehr than transport services	4%	6%	5%	7.5%
For Construction contracts	3.5%	5%	3.75%	5%

52- پارٹ II کلاز 3B تجویز کی گئی ہے جس کے تحت PCB (پاکستان کرکٹ بورڈ) بیرون ملک کمائی گئی مختلف قسم کی آمدن پر 4 فی صد ٹیکس ادا کرے گا۔ مزید اپنی آمدن پر 2010 کے بعد کے سالوں پر بھی 4 فی صد ٹیکس ادا کر سکتا ہے بشرطیکہ اپنی pending اپیلز واپس لے اور 30-6-2016 تک اپنے تمام انکم ٹیکس ادا کر دے۔

53- پارٹ IV میں کلاز (11A) میں سب کلاز (xxvi) کے تحت مخصوص چائینیز کمپنیز کو جولائی 2007ء سے 23 سال تک ٹیکس چھوٹ کی تجویز ہے۔

54- پارٹ IV کلاز (xxvii) 2015ء میں ٹرانسمیشن لائن ڈالنے سے متعلق انکم پر ٹیکس معافی کو ٹرن اوور ٹیکس زیر دفعہ 113 سے بھی چھوٹ دینے کی تجویز ہے۔

پارٹ IV کلاز (NB-11C)

55- گروپ ٹیکسیشن میں چونکہ انٹر کارپوریٹ ڈیویڈنڈ سے ٹیکس چھوٹ واپس لے لی گئی ہے لہٰذا اب ایڈوانس ٹیکس کٹوتی کی چھوٹ بھی واپس ہو جائے گی کیونکہ ٹیکس کٹوتی ایسی صورت میں Recepient Company کی ٹیکس Liability کو پورا کر سکے گی۔ اس سے گورنمنٹ FBR کو ٹیکس تو وصول ہوگا مگر شاید اس کا اثر پاکستان سٹاک ایکسچینج کے لیے اچھا ثابت نہ ہوگا۔

56- (38A) نئی کلاز پارٹ IV کے تحت نئی چائینیز کمپنیوں جن کا ذکر اس کلاز میں موجود ہے کی ڈیویڈنڈ انکم پر ٹیکس کٹوتی کی چھوٹ ہوگی۔ یہاں ملکی مفاد میں یہ بہتر ہوتا کہ ان کمپنیوں کے لیے شرط رکھی جاتی کہ اِن کے 51 فی صد حصص پاکستان سٹاک مارکیٹ میں فلوٹ کیے

جائیں تاکہ پاکستانی عوام بھی ان ثمرات سے فائدہ اٹھاسکتےCapital Gain اورڈیویڈنڈ کی صورت میں۔

- پارٹ IV کلاز 57 کے تحت بڑے ٹریڈنگ ہاؤسز نے مختلف شرائط کو پورا کرتے ہوئے ایڈوانس ٹیکس کٹوتی اورٹرن اوورٹیکس سے چھوٹ کا فائدہ اٹھایا اب 2017ء سے 2019ء تک ٹرن اوور ٹیکس ان لارج ٹریڈنگ ہاؤسز پر 0.5% جبکہ 2019 کے بعد 2020 سے سٹینڈرڈ ریٹ 1% ٹرن اوورٹیکس کی تجویز ہے۔
- پارٹ IV کی کلاز 59 میں کسی کمپنی کی طرف سے جولائی 1999ء کے بعد جاری کئے گئے Term Finance Certificate پر منافع کی ادائیگی پر ٹیکس کٹوتی کی چھوٹ واپس لینے کی تجویز ہے جیسے اینگرو کمپنی وغیرہ کے سرٹیفکیٹس۔

کلاز 72-A پارٹ IV حج کمپنیوں پر ٹیکس

- حج کمپنیوں کو فی حاجی پانچ ہزار روپے ٹیکس دینے پر دفعات (21) (113) اور 152 سے چھوٹ ٹیکس سال 2015 سے بڑھا کر یہی سہولت اسی ٹیکس ریٹ یعنی پانچ ہزار روپے فی حاجی ٹیکس برائے سال 2016 تک کرنے کی تجویز ہے۔
- **پارٹ IV کی کلاز 72B امپورٹ پر ٹیکس کٹوتی (4/3/48) سے متعلق ہے۔** اس میں کافی Litigation اور کرپشن اختیارات سے تجاوز Violation وغیرہ کے scandles کی کہانیاں آتی رہی ہیں۔ اب مختلف تبدیلیوں کے ساتھ یہ بھی تجویز ہے کہ 72B کلاز کے تحت امپورٹ پر ٹیکس Exemptions Certificate زیردفعہ 148 لینے والے صنعتی ٹیکس گزار کا ٹیکس آڈٹ کیا جائے جبکہ امپورٹ کوٹہ پہلے امپورٹ اور استعمال شدہ مقدار سے 110% سے زیادہ نہ ہو۔ ٹیکس آڈٹ کے لیے کھاتہ جات وغیرہ نہ جمع کروانے کی صورت میں ٹیکس Exemptions Certificate کینسل کرکے چھوٹ حاصل کیا گیا ٹیکس واپس جمع کروایا جاسکے گا۔ جیسا کہ پہلے بھی observe کیا ہے کہ بداعتمادی دونوں طرف برابر رہی ہے۔ اس سے کرپشن کم ہونے کی بجائے بڑھنے ہی کا اندیشہ ہے۔
- پارٹ IV کی کلاز 82 ویلتھ سٹیٹمنٹ جمع کروانے کی چھوٹ ختم ہونے پر غیر ضروری تھی جواب واپس ختم کردی گئی ہے۔
- پارٹ IV کی کلاز 86 مختلف ٹیکس گزاروں کو ٹیکس کی چھوٹ برائے Investment سے متعلق ہے۔ جس کے لیے شرط تھی کہ ادارے کی کمرشل پروڈکشن جون 2017ء تک شروع کی جائے اس شرط کو بڑھا کر جون 2019 تک کرنے کی تجویز ہے۔ پہلے اور بجٹ میں یہ شرط جون 2015 تک تھی۔ یعنی ٹوٹل مزید چار سال مل گئے۔
- پارٹ IV کلاز 94 کے تحت کمپنیز کی سروسز انکم پر ٹیکس FTR سے NTR کرنے کی شرائط اور سروسز کی تفصیل Income Tax Second Amendment Act 2015 بتاریخ 31-10-2015 میں موجود ہے اب اس کا سکوپ کلاز 133 پارٹ I کی کمپنیوں پر وسیع کر کے 2017 تک اس قانون کو جاری رکھنے کی تجویز ہے۔ جبکہ 2017 سال کے Exemption Certificate کے لیے Irrevokable undertaking جمع کروانے کی تاریخ 30-11-2016 کرنے کی تجویز ہے۔

انشورنس کمپنیز کے ڈیوڈنڈ پر ٹیکس ریٹ میں تبدیلی

ایک طویل Litigation کے بعد انشورنس کمپنیز کے کمائے گئے ڈیوڈنڈ اور کیپٹل گین انکم کو 2017 سال سے جنرل Rate جو کہ عام

افراد کو لگتا ہے کی بجائے کارپوریٹ ٹیکس ریٹ جو کہ تقریباً 31% ہے، لگانے کی تجویز ہے۔ اب انشورنس کمپنیز کی قابل تقسیم انکم کم ہو گی۔ اور سٹاک ایکسچینج میں ان کی Share value کم ہونے کے chances ہیں۔

- چھٹے شیڈول میں آجر Employer کی کنٹری بیوشن (Recognized Provident Fund) میں ایک لاکھ سے بڑھا کر 150,000/- تک یا 1/10 آف سیلری تک کرنے کی تجویز ہے۔
- سٹاک مارکیٹ میں شیئرز پر گین ٹیکس ختم کرنے کے ایک سال بعد سٹاک ایکسچینج کے شیئر بزنس پر کیپیٹل گین ٹیکس کی ورکنگ اور وصولی نیشنل کلیئرنگ کمپنی پاکستان لمیٹیڈ (NCCPL) کے ذمہ ہوئی۔ اب Open ended Mutual Funds Units اور پاکستانی مرکنٹائل ایکسچینج کے فیوچر سودوں پر گین ٹیکس کی ورکنگ اور وصولی NCCPL کے ذمہ کرنے کی تجویز ہے جس کے لیے ضروری انفارمیشن ڈیٹا (CDS) سنٹرل ڈیپازٹری کمپنی جس کا ہیڈ کوارٹر کراچی میں ہے کی ذمہ داری ہے۔

پاکستان کے ٹیکس نظام میں بہتری کے لیے بہت کوشش کی ضرورت ہے جس کے لیے اہل، ایماندار، بہادر، نڈر اور visionary افسران کی ضرورت ہے۔ جتنا غلط کام ٹیکس چوری ہے اس سے بھی زیادہ بُرا کام غلط ٹیکس لگانا ہے کیونکہ اس اسے ٹیکس گزاروں میں بددلی، بداعتمادی اور انکے کاروباری کرنے کی صلاحیت بری طرح متاثر ہوتی ہے اس سے ملک میں Negative Growth کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔ دوسری طرف کسی بھی شخص کو لاکھوں کروڑوں روپے کا غلط ٹیکس محض Notional Basis پر لگانے سے ایک محنتی اور باصلاحیت کاروباری شخص دوسرے نااہل اور بے ایمان کاروباری اشخاص سے پیچھے رہ جاتا ہے جس سے مسابقتی کاروبار کو نقصان پہنچتا ہے اور معاشی ترقی منفی ہو جاتی ہے لیکن پاکستان میں ٹیکس کا نظام نہ پنپنے کی دوسری بڑی وجہ عوامی ٹیکس کے پیسے کا بے دردی سے ناجائز استعمال ہے۔ اور بے رحم احتساب کا نہ ہونا ہے۔ جس میں Stake Holders بشمول (justice) عدالتی نظام ناکام نظر آتا ہے۔ ٹیکس کے پیسے کا صحیح یا غلط استعمال کی جانچ کے لیے سب سے بڑا اسٹیک ہولڈر ٹیکس گزار خود ہے۔ جس کے لیے میں نے ٹیکس گزاروں کا کوئی ادارہ نہیں دیکھا جبکہ یہ تقریباً 30/35 بلین ڈالر حکومت کو ہر سال ٹیکس کی صورت میں دیتے ہیں جبکہ IMF اور World Bank صرف 2/3 ارب ڈالر قرض دے کر حکومتی spending کا کڑا احتساب کرتے ہیں۔ اگر آپ اپنے دیئے گئے ٹیکس کے پیسے سے متعلق احتساب چاہتے ہیں تو ای میل ititclub@yahoo.com پر رابطہ کریں تاکہ آپ کو Pakistan Tax Payers Club کا ممبر بنایا جائے۔

پاکستان زندہ باد۔

خیر اندیش

خواجہ ریاض حسین

محمد آصف خان

خواجہ عبدالرحمٰن حیدر

ایڈووکیٹس اینڈ ٹیکس پریکٹیشنرز